نقطۂ نظر

ڈاکٹر محمد غطریف شہباز ندوی*

کیا جاوید احمد غامدی امت مسلمہ کی اکثریت کی تکفیر کرتے ہیں؟

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

[''نقطۂ نظر'' کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

[نادر عقیل انصاری کے کھوٹے فتوے کا تجزیہ]

فی زمانہ امت مسلمہ جن شدید داخلی مشکلات سے دوچار ہے، ان میں تکفیر کے فتنہ نے بڑا رول ادا کیا ہے۔ بات تلخ ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں، مسلکوں، مشربوں اور جماعتوں نے ایک دوسرے کے خلاف تکفیر و تفسیق کا بے محابا اور بے مہار استعمال کیا ہے اور آج بھی اس میں کوئی کمی ــــ بعض اہل افتا اور اہل مدارس کی روش کو دیکھتے ہوئے کہنا پڑ رہا ہے کہ ــــ نہیں آ رہی ہے۔ اس کی دسیوں مثالیں دی جا سکتی ہیں، لیکن سر دست اس کو کسی دوسرے موقع کے لیے اٹھا رکھتے ہیں۔ فتنۂ تکفیر میں سب سے زیادہ استعمال موجودہ رائج مذہبی بیانیہ کا ہوتا ہے۔ جو مسئلہ کو

---

* رسرچ ایسوسی ایٹ مرکز برائے فروغ تعلیم و ثقافت مسلمانان ہند، علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ انڈیا۔

تکفیر تک محدود نہیں رکھتا، بلکہ باقاعدہ دہشت گردی اور قتل وقتال کی طرف لے جاتا ہے (دیکھیے: ڈاکٹر عرفان شہزاد، جہادی بیانیہ کی تشکیل میں روایتی مذہبی فکر کا کردار، الشریعہ، مئی ۲۰۱۷ء)۔

اسی داخلی صورت حال کی تبدیلی کے پیش نظر کچھ عرصہ پہلے جناب جاوید احمد غامدی نے اپنا ایک مذہبی بیانیہ پیش کیا جس میں انھوں نے فتنۂ تکفیر پر بھی اظہار خیال کیا کہ ہم کو دوسروں کی گم راہی پر متنبہ کرنے اور ان پر تنقید کرنے کا تو حق ہے، مگر ان کی تکفیر کا نہیں۔ غامدی صاحب کا موقف عصر حاضر کے تناظر میں بالکل درست اور مطابق حق تھا۔ لیکن وہ اس مسئلہ کو کسی فقہی تناظر میں نہیں لے رہے تھے، مگر ان کے ناقدین نے عموماً اس چیز کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کو لے کر تکفیر کے جواز وعدم جواز کی بحث چھیڑ دی جو بالکل غیر متعلق تھی۔ لیکن بات یہیں رکی نہیں، ناقدین غامدی کے سالار طائفہ جناب نادر عقیل انصاری نے جوابی پلٹ وار کیا، جس میں، افسوس کہ وہ علمی متانت وسنجیدگی کو بھی کھو بیٹھے اور ہزیان گوئی پر اتر آئے۔ چنانچہ وہ یہ دور کی کوڑی لے کر آئے کہ جناب جاوید احمد غامدی تو خود امت مسلمہ کی اکثریت کی تکفیر کرتے ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

محترم انصاری صاحب لکھتے ہیں:

”ایک مسئلہ یہ کہ خود جاوید احمد غامدی صاحب نے امت کے سواد اعظم کی تکفیر کی ہے۔ جاوید احمد غامدی صاحب نے جب امت کے عظیم قائدین، علماء، صوفیاء، اور مجتہدین ومجددین سے اپنا اختلاف بیان کیا تو یہ ان کا حق تھا۔ لیکن وہ یہاں نہیں رکے۔ انہوں نے فقط یہ نہیں کہا کہ میں ان کی دینی تعبیرات سے اختلاف رکھتا ہوں، یہ نہیں کہا کہ یہ میری اجتہادی رائے ہے، یہ نہیں کہا کہ صوفیاء کی رائے میں صحت، اور میری رائے میں خطا کا احتمال ہے! اس کے بجائے وہ متشددانہ انتہا پسندی کی آخری حدوں پر پہنچ گئے اور انہیں دینِ اسلام کے دائرے ہی سے نکال دیا۔ لکھتے ہیں: ”[تصوف] اُس دین کے اصول ومبادی سے بالکل مختلف ایک متوازی دین ہے، جس کی دعوت قرآن مجید نے بنی آدم کو دی ہے۔“ (برھان، صفحہ:۱۸۱)۔ ”اس باب میں قران مجید کی اس صراط مستقیم سے انحراف کے بعد، جس میں نہ ممکن کے لیے وجود کا اثبات کوئی شرک ہے، اور نہ موجود یا مشہود صرف اللہ ہی کو قرار دینا توحید کا کوئی مرتبہ ہے، اہل تصوف نے جو راہ اختیار کی ہے، یہ سب اسی کے احوال ومقامات ہیں۔“ (برھان، ۱۸۸)۔ ”اپنشد، برہم سوتر، گیتا، اور فصوص الحکم کو اس دین میں وہی حیثیت حاصل ہے جو نبیوں کے دین میں تورات، زبور، انجیل، اور قرآن [مجید] کو حاصل ہے.“ (برھان، ۱۹۲)۔ صوفیاء کرام نے ”حریم نبوت میں نقب“ لگائی ہے (برھان، ۱۹۹)۔ ”ایک پوری شریعت ہے جو خدا کی شریعت سے آگے اور قرآن وسنت سے باہر، بلکہ ان کے مقاصد کے بالکل خلاف ان اہلِ تصوف نے طریقت کے نام سے رائج کرنے کی کوشش کی ہے.“ (برھان، ۲۰۹)۔ ”اسلام

کے مقابلے میں تصوف ایک عالمگیر ضلالت ہے۔'' (برہان، ۱۹۲)

ہم اس سلسلہ میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں:

پہلی بات یہ کہ جناب انصاری صاحب نے محترم غامدی صاحب کی عبارتوں کے ٹکڑے ان کی کتابوں سے کانٹ چھانٹ کر نقل کیے ہیں۔ کوئی بھی فقرہ اپنے سیاق وسباق کے ساتھ پورے معنی دیتا ہے، اس لیے انصاف کی بات تو تب ہوتی جب آپ پوری عبارتیں نقل کرتے۔ ان فقروں میں غامدی صاحب نے تصوف پر شدید تنقید فرمائی ہے اور اس تنقید میں وہ بالکل حق بجانب ہیں اور صرف غامدی صاحب ہی نے نہیں، بلکہ کئی اور اہل علم، بلکہ ائمۂ کرام نے بھی تصوف پر شدید تنقید کی جس کو ہم آگے نقل کریں گے۔ غامدی صاحب کے ان فقروں کو آپ بار بار پڑھیں ذرا بھی خیال نہیں گزرے گا کہ یہ باتیں کہنے والا اہل تصوف کی تکفیر کر رہا ہے، زیادہ سے زیادہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کا انداز بیان ذرا سخت ہو گیا ہے، مگر جناب انصاری صاحب زورزبردستی ان سے تکفیر کا مطلب کشید کرتے ہیں۔ دیکھیے کس طرح، فرماتے ہیں:

''جو ان اوصاف کا حامل ہو وہ دائرہ دین سے خارج ہوتا ہے۔ یہی تکفیر ہے۔ بلکہ یہ تکفیر سے اشدّ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔ یہی قبول کیا جائے گا۔ اس کے مقابل، اس سے مختلف، اور اس کے متوازی ادیان بھی موجود ہیں جیسے یہودیت، عیسائیت، ہندومت، وغیرہ۔ لیکن اسلام کا دعویٰ ہے کہ فقط وہی حق ہے، باقی ادیان باطل ہیں، اور آل کاران کے پیروکار آخرت میں فلاح نہ پا سکیں گے''۔ ...صراطِ مستقیم ایک ہی ہے، اور وہ دینِ اسلام ہے۔ اب اگر صوفیاء نے اس صراط مستقیم کو چھوڑ دیا ہے، تو وہ کافر ٹھہرے۔ جب غامدی صاحب ائمۃ المسلمین (ائمۃ المسلمین کو نہیں صوفیا کو، معروف ائمہ میں کوئی بھی صوفی نہیں تھا (غ)) کو اسلام کے متوازی دین کا پیروکار بتاتے ہیں، تو اس کا مطلب تکفیر کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ صوفیائے کرام کے بارے میں جاوید غامدی صاحب کا یہ فتویٰ تکفیر کے عام فتاویٰ کے مقابلے میں شدید تر ہے۔ کسی مسلمان فرد یا گروہ کی تکفیر ایک بات ہے، اور تقریباً پوری امت مسلمہ کی تکفیر اس سے کہیں زیادہ شنیع کام ہے۔'' (انصاری صاحب کا یہ مضمون دلیل ڈاٹ کام پر موجود ہے)

اس پوری عبارت میں انصاری صاحب غامدی صاحب کے منہ میں اپنی باتیں ڈال رہے ہیں۔ صوفیا کو کافر آپ بنا رہے ہیں، مجرم غامدی صاحب کو ٹھیرا رہے ہیں! پھر یہ کہ صوفیا پوری امت مسلمہ کس منطق کی رو سے قرار پا گئے؟ بریں عقل ودانش بباید گریست۔

لیکن ذرا ٹھیریے، ہم آپ کے صغریٰ کبریٰ کا نتیجہ آپ کے سامنے کچھ سوالوں کی شکل میں رکھ رہے ہیں۔

غامدی صاحب اصولاً تکفیر کے قائل نہیں، وہ کہتے ہیں کہ گم راہ فرقوں، جماعتوں یا اشخاص کی گم راہی کی وضاحت

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

کر دیجیے، آپ کا کام ختم۔ آپ اپنی ذمہ داری سے بری، اب معاملہ ان کے اور اللہ کے مابین ہوگا۔ تصوف اور اہل تصوف کے بارے میں غامدی صاحب کے ارشادات اسی قسم کے ہیں، وہ ان کو علی وجہ البصیرۃ گم راہ سمجھتے ہیں اور اس کے دلائل دیتے ہیں۔ آپ کو ان کے دلائل سے اتفاق نہیں ہے تو آپ اپنے دلائل دے دیجیے اور بس۔ یہی کام اہل علم ہمیشہ کرتے رہے ہیں اور ان کے اس نقد کو کسی نے بھی تکفیر شمار نہیں کیا۔ ذرا غور کیجیے کہ آپ نے جو صغریٰ کبریٰ مرتب کیا ہے، اس کی زد کہاں کہاں پڑے گی۔ سنیے:

مفسرین کی بڑی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ انسان اللہ کا خلیفہ ہے، لیکن امام ابن تیمیہ کو نہ صرف اس سے اختلاف ہے، بلکہ وہ کہتے ہیں: 'من جعل له خليفة فهو مشرك به' (مجموع الفتاویٰ ۲/ ۵۵۲)۔ اب آپ کے صغریٰ کبریٰ کو مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ابن تیمیہ بیش تر مفسرین کی تکفیر کرتے ہیں کہ وہ تو صاف صاف شرک کا لفظ استعمال کر رہے ہیں، غامدی صاحب نے 'شرک' یا 'کفر' کا لفظ بھی استعمال نہیں کیا!

محدثین کرام نے اہل کلام پر شدید تنقید کی ہے، ان کی کتابیں پڑھنے سے منع کیا ہے، ان کے کلام کو کفریات سے مملو بتایا ہے۔ مثلاً امام احمد بن حنبل، وکیع بن الجراح، یزید بن ہرون اور امام مزنی کے مطابق خلق قرآن کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے، امام بخاری نے تو یہاں تک کہا کہ یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں میں سے ''جہمیہ'' جیسا کافر اجہل میں کسی کو نہیں پاتا، امام احمد کہتے ہیں: 'لا تجالسوا أهل الكلام'، ''اہل کلام کے ساتھ نہ بیٹھا کرو'' (عبد الرحمٰن ابن الجوزی مناقب الامام احمد بن حنبل ۲۱۰)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اور اہل کلام میں اہل سنت کی جلیل القدر شخصیات اور ائمہ شامل ہیں تو کیا یہ مانا جائے کہ محدثین متکلمین کی تکفیر کرتے ہیں؟

متکلمینِ اسلام اشعری، ابو منصور ماتریدی، امام غزالی اور رازی نے اہل اعتزال کو مبتدع، گم راہ اور اہل ضلال قرار دیا ہے تو کیا اس کو معتزلہ کی تکفیر (آپ کے صغریٰ کبریٰ کے مطابق) تسلیم کیا جائے؟

وجودی متصوفین اور ان کے امام محی الدین ابن عربی، صدر الدین قونوی اور ان کے متبعین کی ابن تیمیہ اتنے شدید الفاظ میں تنقید و مذمت کرتے ہیں کہ غامدی صاحب کے الفاظ بالکل ہلکے معلوم ہوتے ہیں، صدر رومی کے مسلک کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: 'هو أبعد عن الشريعة والإسلام'، ''وہ شریعت اور اسلام سے بہت دور ہے''۔ ابن عربی کے ایک دوسرے شاگرد تلمسانی کے بارے میں لکھا ہے: 'وأما الفاجر التلمساني فهو أخبث القوم وأعمقهم في الكفر'، ''فاجر تلمسانی تو صوفیا میں سب سے خبیث اور کفر میں سب سے گہرا اترا ہوا ہے'' تو

کیا اس کو ابن عربی اور ان کے شاگردوں کی تکفیر سمجھا جائے؟

نماز دین کی بنیاد اور اس کا اہم ستون ہے، یہ دین کی جامع عبادت ہے۔قرون مشہود لہا بالخیر میں یہ تصور ہی نہیں ہو سکتا تھا کہ کوئی مسلمان نماز چھوڑ بھی سکتا ہے۔اس کی اہمیت وعظمت کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں مثلاً:'الصلاۃ عماد الدین من أقامها فقد أقام الدین و من هدمها هدم الدین'،''نماز دین کا ستون ہے، جس نے اس کو قائم رکھا، اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اس کو ڈھا دیا، اس نے دین کو ہی ڈھا دیا''، اور فرمایا:'لا تترك صلاۃ ممکتوبه متعمدًا فمن ترکها متعمدًا فقد برئت منه الذمة'،''فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑ دینا کہ جس نے اس کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا، اس سے اللہ کا ذمہ اٹھ گیا''۔[۲] 'بین العبد و بین الکفر ترك الصلاۃ'، ''بندہ اور کفر کے بیچ نماز کا ترک ہے کہ جس نے نماز ترک کر دی اس نے کفر کر دیا'' (ابوداؤد، رقم ۴۶۷۸)۔

آج امت مسلمہ کی اکثریت نماز کی تارک ہے، اب کوئی شخص یہ احادیث بے نمازی مسلمانوں کے سامنے پیش کرے تو کیا اُس کو کہا جائے گا کہ اس نے ان مسلمانوں کی تکفیر کر دی؟ (ہدم دین اور متوازی دین بنا لینا ایک ہی درجہ کی چیز ہیں)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی خود صوفیاے کبار میں سے ہیں، مگر وحدت الوجود کے شدید ناقد وہ ابن عربی سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ہم کو فتوحات مدنیہ نے ''فتوحات مکیہ'' سے اور نصوص (شریعت) نے ''فصوص'' (الحکم) سے بے نیاز کر دیا ہے'' ان کے (ابن عربی کے) اکثر کشفی علوم جو اہل سنت کے علوم سے اختلاف رکھتے ہیں، صحت سے دور ہیں، ان کی پیروی یا تو وہ کرے گا جس کا دل بیمار ہے یا مقلد محض''۔[۳] کیا اس کو بھی ابن عربی اور متصوفین کی تکفیر کہیں گے؟

دور کیوں جایئے، خود اقبال ایرانی و مجوسی تصوف کے شدید ناقد رہے ہیں۔سنیے، کیا فرماتے ہیں:

وکیل امرتسر میں ''اسرار خودی اور تصوف'' کے عنوان سے (۱۵ جنوری ۱۹۶۱ء) ایک مضمون اقبال نے لکھا اس میں وہ لکھتے ہیں: شیخ محی الدین ابن عربی کا مسئلہ قدم ارواح، وحدۃ الوجود یا مسئلہ تنزلات ستہ یا دیگر مسائل جن میں

۱۔ ملاحظہ ہو مولانا ابوالحسن علی ندوی، تاریخ دعوت وعزیمت ۳/ ۴۷، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ۔

۲۔ مشکوٰۃ المصابیح، ولی الدین تبریزی ۵۹ طبع رشیدیہ دہلی۔

۳۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی، تاریخ دعوت وعزیمت ۴/ ۱۵۵۔

بعض کا ذکر عبدالکریم جیلی نے اپنی کتاب ''انسان کامل'' میں کیا ہے۔ مذکورہ تینوں مسائل میرے نزدیک مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں رکھتے، مسئلہ قدمِ ارواح افلاطونی ہے، بوعلی سینا اور ابونصر فارابی دونوں اس کے قائل تھے، چنانچہ امام غزالی نے اس وجہ سے دونوں کی تکفیر کی ـــــ تنزلات ستہ افلاطونیت جدید کے بانی پلوٹائنس کا تجویز کردہ ہے ـــــ میرا مذہب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نظام عالم میں جاری وساری نہیں (یہ قدیم ہندو فلسفہ کا جز ہے، غ) بلکہ نظام عالم کا خالق ہے اور اس کی ربوبیت کی وجہ سے یہ نظام قائم ہے، جب وہ چاہے گا اس کا خاتمہ ہو جائے گا ـــــ رونا اس بات کا ہے کہ یہ مسئلہ اسلامی لٹریچر کا ایک غیر منفک عنصر بن گیا ہے اور اس کے ذمہ دار زیادہ تر صوفی شاعر ہیں۔ جو پست اخلاق اس فلسفیانہ اصول سے بطور نتیجہ پیدا ہوتے ہیں ان کا بہترین گواہ فارسی زبان کا لٹریچر ہے''۔

اقبال وحدۃ الوجود کو ہندو فلسفہ سے ماخوذ قرار دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: ''مسئلہ انا کی تحقیق وتدقیق میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی ذہنی تاریخ میں ایک عجیب وغریب مماثلت پائی جاتی ہے اور وہ یہ کہ جس نکتۂ خیال سے سری شنکر نے گیتا کی تفسیر کی اسی نکتۂ خیال سے شیخ محی الدین ابن عربی اندلسی نے قرآن کی تفسیر کی جس نے مسلمانوں کے ذہن ودماغ پر گہرا اثر ڈالا ہے۔'' (دیباچہ مثنوی اسرار خودی بحوالہ ترجمان دارالعلوم دیوبند ص ۳۵، اپریل۔ جون ۲۰۱۶ء نئی دہلی)۔

اتنا ہی نہیں اقبال مولانا سید سلیمان ندوی کو اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ:

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

''اس میں ذرا شک نہیں کہ تصوف کا وجود ہی سرزمین اسلام میں ایک اجنبی پودا ہے، جس نے عجمیوں کی دماغی آب وہوا میں پرورش پائی ہے۔ آپ کو خیر القرون والی حدیث یاد ہوگی، اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت میں تین قرنوں کے بعد سمن (ویظھر فیھا السمن) کا ظہور ہوگا...... سمن سے مراد رہبانیت ہے''۔ (اقبال نامہ، حصہ اول ص ۷۸، ۷۹ (مؤرخہ ۱۲ نومبر ۱۹۱۶ء)

محترم جاوید احمد غامدی صاحب جب تصوف کو ایک متوازی دین کہتے ہیں تو کیا یہ دوسرے لفظوں میں اقبال کی ترجمانی نہیں؟

اقبال یہیں نہیں رکتے، بلکہ تصوف کو (ایرانی وعجمی) کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

''شریعت سے اعراض کا رجحان اسی جھوٹے تصوف کا براہ راست نتیجہ ہے جو عجمی دل ودماغ کی پیداوار ہے حالانکہ شریعت ہی اسلامی معاشرہ کو منظّم ومرتب رکھنے کا واحد ذریعہ ہے''۔

(مقالات اقبال (اردو ترجمہ)، مرتبہ: سید عبدالواحد معینی، آئینۂ ادب لاہور ۱۹۸۸ء، ص ۳۰۰)

اقبال تو یہاں تک گئے ہیں کہ کہتے ہیں:

''بعض صوفیاء کی نسبت تاریخی شہادت بھی اس امر کی موجود ہے کہ وہ قرمطی تحریک سے تعلق رکھتے تھے۔''

(خطوط اقبال ص ۱۱۵ بحوالہ ترجمان دارالعلوم دیوبند ص ۳۵، اپریل۔ جون ۲۰۱۶ء نئی دہلی)

ملا اور ملائیت سے بھی اقبال بے زار تھے۔ کہتے ہیں:

دینِ کافر فکر و تدبیر و جہاد دینِ ملا فی سبیل اللہ فساد

لفظ 'فساد' پر غور کریں اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد کریں: 'وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ' (اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا) (البقرہ ۲: ۲۰۵)، 'ان اللّٰه لا یحب المفسدین' وغیرہ مختلف آیات کریمہ۔

اقبال مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

وہ زمانہ میں معزز تھے مسلماں ہو کر اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

کیا ترکِ قرآں کفر سے کم ہے؟ اگر آپ میں جرأت ہے تو پھر آپ کہیے کہ اقبال نے بھی امت مسلمہ کی تکفیر کی!!

مولانا مودودی نے تصوف کو 'چنیا بیگم' کہا (ملاحظہ ہو تجدید و احیاء دین)۔

حضرت انصاری صاحب مشتے نمونہ از خروارے، یہ مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ بھی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اب آپ فرمایئے کہ ہم نے جو سوال کیے ہیں، کیا آپ ان کا جواب اثبات میں دیتے ہیں، یعنی آپ ان تنقیدوں کو تکفیر کے مترادف مانتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو ہم آپ کے لیے یہی عرض کر سکتے ہیں:

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

اور اگر ایسا نہیں ہے اور ہرگز نہیں ہے تو آپ اپنے بنے ہوئے جال میں پھنس گئے۔ آپ ایسی بند گلی میں پھنسے ہیں کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔

اب جہاں تک نفس تصوف پر تنقید کی بات ہے تو اس سلسلہ میں بھی کچھ معروضات پیش کرنا مناسب ہیں۔

تصوف کی اصطلاح سے قرآن و حدیث کے صفحات خالی ہیں۔ قرآن تزکیہ کا ذکر کرتا ہے اور حدیث میں 'احسان' کا لفظ آیا ہے۔ قرون اولیٰ میں تصوف سے مراد اخلاص فی العمل لیا جاتا تھا، جو دین میں مطلوب ہے، لیکن بعد میں تصوف فلسفہ بن گیا۔ تزکیہ و احسان، صالحین کی صحبت اور ذکر اللہ کی اہمیت سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ غامدی صاحب جس تصوف کو مسترد کرتے ہیں، یہ وہ تصوف ہے جس میں وحدت الوجود ہے؛ جہاں خالق مخلوق کے درمیان فرق مٹ جاتا ہے؛ جس میں تصور شیخ ہے؛ جس میں 'صلاۃ معکوس' (الٹا لٹک کر نماز پڑھنا ہے)؛ جس میں الا اللہ کی ضربیں ہیں؛ حبس انفاس ہے؛ درد دِل لکھی ہے؛ دعائے گنج العرش ہے؛ ختم خواجگان ہے؛ جس میں مزعومہ اولیاء اللہ

www.alghamidi.org www.javedahmadghamidi.com

کے شجرے پڑھے جاتے ہیں، ان سے برکت حاصل کی جاتی اور بلائیں ٹالی جاتی ہیں؛ جس میں پیرومرشد کو مثل خدا سمجھا جاتا ہے۔ مولانا روم (۶۷۳ھ) کے مطابق پیر اور ذات باری تعالیٰ برابر ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

پیر کامل صورت ظلِ علا   یعنی دید پیر دید کبریا

ہر کہ پیر و ذات را یکجا ندید   نے مریدو نے مریدو نے مرید

''پیر اللہ کے سایہ کی صورت ہے اور پیر کو دیکھنا خود ذات کبریا کو دیکھنا ہے۔ جو مرید پیر اور ذات باری کو 'ایک' نہ دیکھے، وہ مرید ہی نہیں، مرید ہی نہیں، مرید ہی نہیں۔''

جس کی تعلیم ہے: بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید (پیر کہے تو جائے نماز کو شراب سے رنگین کردو)۔ یہ وہ تصوف ہے جس میں منصور کی 'أنا الحق' ہے، امداد اللہ مہاجر مکی کا اپنے جبہ کو لپیٹ کر بیٹھنا اور 'ما في جبتي إلا اللّٰه' کہنا ہے۔ جس میں بایزید بسطامی کا ادعائے 'سبحاني ما أعظم شأني' ہے۔ جس میں چلے ہیں، قبروں اور مزاروں پر مراقبے ہیں۔ کوہوں اور غاروں میں پناہ لینا، نفس کشی اور زندگی اور اس کے مسائل سے فرار ہے۔ جس میں بزرگوں کے تصرفات، استمداد بالا رواح اور حلول ہے اور جس میں علم کو حجاب اکبر سمجھا جاتا ہے۔ اگر اس تصوف کو غامدی صاحب عالم گیر ضلالت کہتے ہیں تو کیا غلط کہتے ہیں! کیا ان میں کسی ایک چیز کی سند بھی قرآن میں ہے؟ رسول اللہ کے اسوہ میں ہے، صحابہ کرام کے عمل میں ہے، ائمۂ دین سے ثابت ہے؟ 'قرون مشهود لها بالخير' میں ان میں سے کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ یہ سب بعد کی بدعات ہیں۔ دین کی بنیاد قرآن وسنت ہیں۔ انھی کی سند پر کوئی چیز قبول اور رد کی جائے گی۔ یہاں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ مسلمانوں کی اکثریت کا عمل کیا ہے اور وہ کن کن کے در پر جھکی ہوئی ہے۔ دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل کر دیا گیا اور کہہ دیا گیا: 'اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا'، ''میں نے تمھارا دین تمھارے لیے مکمل کر دیا، اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کو تمھارے لیے دین منتخب کر لیا'' (المائدہ ۵:۳)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما: كتاب اللّٰه و سنتي'، ''میں نے تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑ دی ہیں جب تک ان سے تمسک کیے رکھو گے گمراہ نہ ہو گے وہ ہیں: اللہ کی کتاب اور میری سنت'' (مسلم، رقم ۲۱۳۷)۔

محترم انصاری صاحب نے اسماعیل شہید کی ''عبقات'' کی پیروی کی دہائی دی ہے۔ حضور، کچھ خبر بھی ہے کہ اسماعیل شہید کا کہنا ہے کہ ''رسول اللہ کے بعد دین میں کسی اضافہ کی بات کہنا کفر ہے'' (پروفیسر ثریا حسین، سرسید اور ان کا عہد: ۲۰۱۵ء ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ص ۶۲)۔

اصلاح ودعوت کی تاریخ میں ہمیشہ منکرات وبدعات پر شدید الفاظ میں تنقید کی جاتی رہی ہے، خصوصاً اگر اس کا تعلق عقائد وعبادات سے ہو، ابن جوزی کی ''تلبیس ابلیس'' دیکھ لیجیے، ابن تیمیہ کی ''اقتضاء الصراط المستقیم ومخالفة اصحاب الجحیم'' اور ''منہاج الاعتدال''، نیز ''مجموع الفتاویٰ'' دیکھ لیں۔ مجدد الف ثانی کے مکتوبات اور شاہ ولی اللہ کے رسائل (جن میں انھوں نے علما، فقہا اور صوفیا کو خطاب کیا ہے) پڑھ لیں۔ ہر جگہ یہ نظارہ دکھائی دے گا۔

انصاری صاحب کی جتنی تحریریں ہم نے پڑھیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کو غامدی صاحب سے اللہ واسطے کا بیر ہے، اس لیے وہ تنقید کے اس اصول کو جان بوجھ کر نظر انداز کرتے ہیں کہ ''جس موقف پر آپ نقد کر رہے ہیں، اس کو بلاکم وکاست صاحب موقف کے لفظوں میں نقل کریں، تب اس پر نقد کریں۔ اور کسی شخص کا موقف وہی سمجھا جائے گا جو اس نے صراحتاً اپنے کلام میں بتا دیا ہے''۔ وہ اپنے طور پر ایک نتیجہ اخذ کرتے ہیں، زبردستی اور دھاندلی سے اس کو غامدی صاحب کے سر منڈھتے ہیں، پھر اس پر تبصرہ بازی کا شوق فرماتے ہیں۔ یہ علمی نقد نہیں، لفظوں سے کھیلنا ہے، بلکہ 'یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ' کا مصداق ہے۔ اگر بدعات ومنکرات پر اہل علم کے غیظ وغضب کے اظہار کو تکفیر قرار دیا جا رہا ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے بارے میں جناب کی رائے عالی کیا ہے؟ 'من أحدث في أمرنا هذا فهو رد' (متفق علیہ) اور 'كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة و كل ضلالة في النار' (رواہ مسلم)۔ یاد رہے کہ یہ وعید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبوں میں شامل ہوتی تھی، اور آج بھی جمعہ کے خطبوں میں پڑھی جاتی ہے۔

---

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"